سوال نمبر ۱

تعارف:-

عقیدہ آخرت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے یہ انسان کی دنیاوی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انسان اس بات پر عمل پیرا ہوتا ہے کہ دنیا عارضی ہے اور آخرت میں اعمال کا حساب کتاب ہوگا تو وہ اپنی زندگی میں نیکی اور تقویٰ کی طرف راغب ہوتا ہے۔ انسان کو یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ دنیا کے حالات وقتی ہیں جبکہ آخرت میں سزا و جزا ہمیشہ کے لیے ہے۔ یہ عقیدہ نہ صرف فرد کی روحانی تربیت کرتا ہے بلکہ معاشرتی تربیت اور بھائی چارہ کو بھی فروغ دیتا ہے۔ عقیدہ آخرت کے بغیر انسان اس عارضی زندگی کی محض دنیاوی خواہشات تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور اپنی زندگی کا اصل مقصد سمجھ کر اس پر عمل پیرا نہیں ہو سکتا۔ عقیدہ توحید انسان کو جہالت اور برائی کے اندھیروں سے نکال کر عقل فہمی اور نیکی کے نور سے روشناس کرواتی ہے اس عقیدے کے انسانی زندگی کے اخلاق و کردار، اعمال، اخلاقی صبر و تشکر پر گہرے اثرات طور پر نظر آتے ہیں۔

عقیدہ توحید:-

لفظی معنی:- آخرت کا مطلب ہے "آخری زندگی" یا زندگی کے بعد موت کے بعد کی زندگی" اس بات پر یقین رکھنا عقیدہ آخرت پر یقین رکھنا ہے۔

اصطلاحی معنی:- اسلام میں عقیدہ آخرت سے مراد اس بات پر یقین رکھنا ہے کہ موت کے بعد انسان کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اور سزا و جزا اعمال کے مطابق دی جائے گی۔

- ## عقیدہ آخرت کے انسانی زندگی پر اثرات:-

- ### روحانی سکون اور اطمینان:-

عقیدہ آخرت پر ایمان انسان کے دل میں سکون اور اطمینان پیدا کرتا ہے۔ دنیاوی زندگی میں مشکلات، فتنہ اور پریشانی انسان کو ذہنی دباؤ میں مبتلا کرتی ہیں لیکن آخرت کا یقین انسان کے دل کو تسلی دیتا ہے کہ ہر عمل کا مکمل طور پر حساب کتاب ہوگا اور انصاف کے تمام تقاضے پورے ہوں گے۔ یہ انسان کے دل سے بے چینی اور ذہنی تناؤ کو دور کر کے روحانی سکون اور اطمینان قلب فراہم کرتی ہے۔

ترجمہ: (سورہ الرعد)

جو لوگ ایمان لائے، ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن

ہوتے ہیں۔ بیشک اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔

• نیکی و عبادات کی ترغیب :-

عقیدہ آخرت انسان کو نیک اعمال اور عبادات کی طرف مائل کرتا ہے۔ اس بات پر یقین رکھنے کی طرف قائل کرتا ہے دنیا میں انسان کے ہر عمل کو اللہ کی کتاب میں لکھا جا رہا ہے اور اس کو اس کی ہر ایک نیکی کا صلہ اور برائیوں کی سزا دی جائے گی۔ اس بات کا یقین انسان کو دنیاوی مشغولیات اور جھگڑوں کے باوجود آخرت کی تیاری کی طرف راغب کرتا ہے۔

ومن یعمل صالحًا فلنفسہ

جو نیک عمل کرے، وہ اپنے فائدے کے لیے کرے گا۔

• صبر و تحمل کی تربیت :-

آخرت کا یقین انسان کو دنیاوی مشکلات، دکھ اور پریشانیوں میں صبر کرنے کا سبق دیتا ہے۔ انسان کو اس بات کا مکمل طور پر یقین دلاتا ہے کہ انسان کے ہر صبر کا اجر اسے آخرت میں ضرور ملے گا۔ انسان کو تحمل مزاجی اور حوصلہ افزائی فراہم کرتا ہے مصائب میں صبر و برداشت کرنے سے روحانی مضبوطی

پیدا ہوتی ہے اور انسان تمام مصائب کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ صبر انسان کی شخصیت میں اخلاقی اور روحانی پختگی پیدا کرتا ہے۔

سورۃ النحل:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ

صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

- **عدل و انصاف کی تربیت:-**

آخرت کا عقیدہ انسان کو یہ شعور اور سمجھ بوجھ عطا کرتا ہے کہ دنیا میں انصاف نہ ہونے کے باوجود آخرت میں ہر کسی کو انصاف ضرور ملے گا۔ یہی یقین انسان کو معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنے اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انسان کو یہ بات کا احساس دلاتا ہے کہ اللہ کی عدالت میں اس کا احتساب ضرور ہو گا یہ بات اسے گناہ یا برائی کی طرف راغب ہونے سے روکتی ہے۔

سورۃ المزمل (آیت ۱۲)

اس دن کوئی بھی جان کسی سے ظلم نہیں کرے گی۔

• اخلاق و کردار کی بہتری :-

آخرت کا یقین انسان کے اخلاقی رویے کو بہتر بناتا ہے۔ یہ انسان کو ایمانداری، دیانتداری، حسن سلوک اور شرافت پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انسان جانتا ہے کہ اس کے ہر عمل کا آخرت میں جواب دینا ہوگا اس لیے وہ اپنی کردار سازی، اخلاق کی بہتری پر توجہ دیتا ہے۔ یہ یقین معاشرے میں حسنِ اخلاق اور مثبت تعلقات کو فروغ دیتا ہے۔

وقولوا للنَّاسِ حُسْنًا (سورۃ البقرہ)

"اور لوگوں سے حسن سلوک سے بات کرو"

حدیث مبارکہ ہے

"کامل مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے"

• دنیاوی لذتوں میں اعتدال :-

آخرت پر ایمان انسان کو دنیاوی لذتوں میں اعتدال پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ دنیا کی چیزیں فانی اور وقتی ہیں۔ آخرت کی زندگی جزا اور ابدی ہے۔ یہ یقین انسان کو دنیاوی خواہشات پر

قابو پانے اور زندگی میں توازن پیدا کرنے کی ترغیب دیتا ہے انسان اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن لذت اور فریب میں مبتلا نہیں ہوتا۔

سورۃ طہ (آیت 139)

"اپنی توجہ دنیا کی عارضی زندگی کی زینتوں کی طرف نہ لگاؤ۔"

• معاشرتی ذمہ داریوں کا شعور:-

آخرت کا یقین انسان کو معاشرتی ذمہ داریوں کا شعور دیتا ہے۔ یہ شعور انسان کو دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے، خدمت خلق اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کی طرف مائل اور راغب کرتا ہے۔ انسان جانتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ عدل اور حسن سلوک کرنا آخرت میں بھی اس کے حق میں بہتر ہوگا۔

وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ (سورۃ الرحمٰن)

عدل کے ساتھ ترازو قائم کرو

حدیث میں آتا ہے

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

• خوفِ خدا اور تقویٰ :-

عقیدہ آخرت انسان کی زندگی اور دل میں خوف خدا پیدا کرتا ہے۔ یہ احساس انسانوں کو نیکی کا راستہ اختیار کرنے اور گناہ سے بچاؤ کی طرف مائل کرتا ہے۔ خوفِ خدا انسان کے اعمال میں تقویٰ پیدا کرتی ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (سورۃ البقرہ)

"اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ"

• زندگی میں مقصدیت اور رہنمائی :-

آخرت کا یقین انسان کی زندگی کو مقصد فراہم کرتا ہے۔ انسان کو دنیاوی سرگرمیوں میں بھی آخرت کے نتائج پر مدِ نظر رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ زندگی میں مقصدیت اور نظم و ضبط قائم ہوتا ہے اور انسانی زندگی کے فیصلے بامقصد اور مثبت رہتے ہیں۔ انسان دنیاوی آسائشوں کی بجائے آخرت کی ابدی زندگی کے لیے محنت کرتا ہے۔ کیونکہ آخرت کی زندگی کا اجر بڑا اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

سورۃ العمران (آیت ۱۴)

"دنیا کی زندگی صرف فریب کی عارضی نعمت ہے"

حاصل کلام:-

عقیدہ آخرت انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ یہ انسان کے اعمال اور اخلاق کو بہتر بناتا ہے دنیا اور آخرت کی زندگی میں توازن قائم کرتا ہے۔ خوف و امید، صبر و شکر، اعتدال، عدل و انصاف، کردار سازی، ذہنی اور روحانی سکون فراہم کرتا ہے۔ عقیدہ آخرت کی روشنی میں انسان نہ صرف مادی بلکہ روحانی اور اخلاقی طور پر فرائض کی انجام دہی کرتا ہے۔ یہ عقیدہ انسان کو اللہ کے قریب کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنتا ہے۔

سوال #7

تعارف:-

مسلم امت کا شمار ان قوموں میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں قیادت، عدل، علم اور اخلاقی معیار کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا تھا۔ قرآن پاک نے امت امت کو "خیر امہ" قرار دیتے ہوئے اس بات کا اعلان کیا کہ اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا میں نیکی کا فروغ اور برائی کا خاتمہ کرے۔ لیکن آج کا المیہ یہ ہے کہ امت مسلمہ مختلف سیاسی، سماجی، سائنسی، عسکری اور اخلاقی میدان میں زوال کا شکار ہے۔ یہ زوال ایک دم سے فوراً نہیں آیا بلکہ صدیوں پر محیط اندرونی کمزوریوں، بیرونی سازشوں، قیادت کی ناکامی، فرقہ واریت، علم سے دوری اور اخلاقی پستی نے امت کو کمزور کر دیا ہے۔ امت مسلمہ کی بنیادی کمزور پڑنے کی وجہ سے آج انھیں مختلف مسائل در پیش ہیں جس کی وجہ سے دنیا کی تمام طاقتیں ان کا بھرپور استعمال کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ مسلم امت کو ایک راہ پر گامزن کرنے کے لیے ان کے تمام مسائل کا حل کرنا ہوگا تاکہ کوئی بھی اس کی مضبوط بنیادوں کو کھوکھلا نہ کر سکے۔

امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور ان

کا حل:

امتِ مسلمہ کے زوال کے اسباب:-

• علم اور تعلیم سے دوری:-

امتِ مسلمہ کے زوال کی بنیادی وجہ علم سے دوری ہے۔ ابتدائی ادوار میں مسلمان تمام مضامین پر مکمل فوقیت رکھتے تھے۔ لیکن چند صدیوں سے علم و تحقیق کا دروازہ امتِ مسلمہ کے لیے تنگ ہوتا گیا۔ جدید سائنس و ٹیکنالوجی سے دوری اور علم کے فقدان نے انسان کو تہذیبی، معاشرتی اور دفاعی اعتبار سے پسماندہ کر دیا ہے۔ اسلام نے علم کو دینی و دنیاوی زندگی کا امتزاج کہا ہے جس قوم کے پاس علم نہیں ہوتا وہ کبھی بھی مستقبل میں بہتر اور خود کفیل نہیں ہو سکتی۔
اس لیے قرآن نے سب سے پہلا حکم "اقرأ" یعنی "پڑھو" دیا ہے۔

سورۃ الزمر (آیت ۹)

"کہہ دو" کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

• اتحاد و اتفاق کا فقدان اور فرقہ واریت:-

امتِ مسلمہ کے زوال کی بڑی وجہ اتفاق و اتحاد کا فقدان اور فرقہ واریت ہے۔ اسلام نے مسلمانوں

کو ایک جسم کی مانند قرار دیا ہے لیکن آج امت درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں سیاسی، فقہی، لسانی اور علاقائی گروہوں میں بٹی ہوئی ہے فوسی کی اس تقسیم نے بھائی چارہ کا خاتمہ کر دیا ہے جو اسلام کی اصل روح تھا

سورۃ الانفال (آیت 46)

"اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی"۔

• حکمرانی اور قیادت کا بحران:-

امت مسلمہ کے زوال کی بڑی وجہ سیاسی قیادت کی ناکامی ہے۔ اسلامی تاریخ میں جب حکمران عادل، باصلاحیت، ایماندار اور اہل ہوتے تھے اس وقت امت مسلمہ نے عروج پایا۔ لیکن آج صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ بہت سے ممالک میں کرپشن، نااہلی، اقربا پروری، انسانی حقوق کی پامالی، ریاستی اداروں کی کمزوری اور بدعنوانی عام ہو چکی ہے جو انسان عام عوام کے اعتماد کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ اچھے حکمران قوم کو مقصد دیتے اور عزم دیتے ہیں، امت کے اتحاد کا باعث بنتے ہیں۔ اسلام نے حکمران کو "راعی" یعنی ذمہ دار کہا ہے جو اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے۔

سورۃ النساء (آیت 58)

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے حوالے کرو جو ان کے اہل ہیں اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔"

• معاشی پستی اور غربت:-

مسلم ممالک میں معاشی پستی اور غربت نے طاقت اور خود کفالت کو کمزور کر دیا ہے آج حکمران مختلف غیر اخلاقی سرگرمیوں میں مشغول ہو کر عوام کی خدمت کو پس پشت ڈال چکے ہیں اور خود بھی غیر ملکی طاقتوں اور کفر کے ہاتھوں پامال ہو رہے ہیں۔ یہ پستی آہستہ آہستہ انہیں اُن کے زوال کے قریب لے کر جا رہی ہے۔ مسلمانوں کے پاس جو خود کفیلی کی طاقت ہے وہ آہستہ آہستہ اُن کے ہاتھوں سے نکلی جا رہی ہے اقتصادی طاقت کے بغیر سیاسی اور عسکری طاقت کا بھی قائم رہنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

"اور جو اللہ اور آخرت پر یقین لائے اور نیکی کریں اللہ ان کے رزق میں اضافہ کرتا ہے۔"

(سورۃ الطلاق (آیت ۱۱)

"مسلمان کا بھائی اس کے مال و دولت میں شریک ہے اور اسے غربت میں نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

(حدیث)

امتِ مسلمہ کے زوال کا حل:

- **تعلیم اور علم کا فروغ:**

امت مسلمہ کو زوال اور پستی سے نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان لیڈر اس صورتحال پر نظر ثانی کریں اور اپنا کردار ادا کریں پوری امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں اور انہیں اس بات کی طرف راغب کریں کہ اسلام دینی و دنیاوی تعلیم کے فروغ کا حکم دیتا ہے انہیں جدید علوم اور اسلامی تعلیمات میں توازن قائم کرنے پر مرغوب کریں اور تمام مدارس، یونیورسٹیوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کے فروغ کو ممکن بنائیں۔

سورۃ العلق:

"پڑھو، تمہارے رب نے تم پر تعلیم لازمی قرار دی"۔
حدیث میں آتا ہے

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے"۔

- **اتحاد اور بھائی چارا قائم کرنا:-**

مسلم امت کی پستی کی بڑی وجہ ان میں اتفاق و اتحاد اور بھائی چارا کا فقدان ہے امت مسلمہ دشمن کے خلاف یکجا ہونے کی بجائے ایک دوسرے کے

خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے جس سے امت مسلمہ زوال کی طرف جا رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری دنیا میں فرقہ واریت اور اختلافات کو ختم کیا جائے۔ اور دشمن کے خلاف اتفاق و اتحاد اور یکجائیت پیدا کی جائے تاکہ دشمن کا ڈٹ کر اور مضبوطی سے مقابلہ کیا جا سکے۔

سورہ العمران (آیت ۱۵۹)

"اور آپس میں اختلاف نہ کرو، پھر تم کمزور ہو جاؤ گے۔

حدیث میں آتا ہے:

"مسلمان بھائی مسلمان کا حامی اور مددگار ہو۔"

اعتدال اور قیادت کی اصلاح :-

مسلم امت کو ان حکمرانوں کی ضرورت ہے جو اخلص قلم، اتفاق و اتحاد، سیاسی یکجائیت، امن پسندی، دیانتداری کی طرف مائل کریں جو پوری امت کے مسائل کو حل کرنے کے لیے دن رات کی بازی لگا دیں۔ جو عوام کے حقوق کا فروغ اور ان کے فرائض کی پامالی اور استحصال سے روکے اور ان کے حقوق و فرائض کی ادائیگی اور عدل و انصاف کو فروغ دیں۔

سورۃ النساء: (آیت 58)

"اور لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کرو"۔

حدیث میں ہے:

"تم میں سے بہترین حکمران وہ ہے جو عدل کرے اور عوام کے حقوق کا خیال رکھے"۔

- ## معاشی خود کفیلی اور غربت کا خاتمہ:-

مسلمان ممالک کو اقتصادی منصوبہ بندی، سرمایہ کاری اور غربت کے خاتمے پر توجہ دینی ہوگی۔ اسی صورت میں ممکن ہے جب معاشرے میں انصاف ہوگا طاقتور اور کمزور کا کوئی فرق نہیں ہوگا طاقتور کمزور کا استحصال نہ کر سکے اس کے لیے مسلمان حکمرانوں کو سخت قوانین بنانے کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں امن، انصاف، رواداری کا بول بالا ہوگا اور ~~مسلم~~ مسلم امت کو تقویت ملے گی یہ طاقتور معاشی بنیادیں مسلمانوں کو سیاسی اور عسکری طاقت کو بھی تقویت فراہم کرے گی۔

سورۃ الطلاق (آیت 11)

"اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیکی کریں، اللہ ان کی رزق میں اضافہ فرماتا ہے"۔

حاصل کلام:-

مسلم امت کے مقام کی زوال کی وجوہات میں علم سے دوری، قیادت کی ناکامی، اخلاقی پستی، اقتصادی کمزوری اور دشمنوں کی سازشیں شامل ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے تعلیم، اتحاد، عدل و انصاف اخلاقی اور روحانی تربیت اور معاشی قوت کے حصول پر توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ اگر مسلمان ان اصولوں پر عمل کریں تو وہ دوبارہ عزت و سربلندی حاصل کر سکتے ہیں اور دنیا میں آخرت میں کامیابی کا لوہا منوا سکتے ہیں۔

⟷

سوال نمبر #5

تعارف:-

اسلام نے عورت کو وہ مقام اور عزت عطا کی ہے جو اس سے پہلے کسی تہذیب اور مذہب نے نہیں دی۔ دورِ جاہلیت میں عورت کو مال و متاع، بوجھ یا کمتر مخلوق سمجھا جاتا تھا مگر قرآن نے واضح کیا کہ عورت بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ اس کے برابر احترام اور حقوق کی حامل ہے۔ اسلام نے عورت کو بطور بیٹی رحمت قرار دیا، بطور بیوی اہم ترین شراکت دار، بطور ماں عظمت کے اعلیٰ درجے پر فائز کیا اور بطور شہری اس کی عزت، عزتِ نفس، وراثت، تعلیم، نکاح فیصلہ سازی، معاشی تحفظ، کاروبار اور معاشرتی کردار کا حق تفصیل سے بیان کیا۔ جاہلیت کے اندھیروں میں بے عزتی اور کمتری سے نکال کر اس کو عزت و مقام، حقوق، کردار کی ضمانت فراہم کی۔ جدید دور میں اسلام کے انسانی حقوق وہی ہیں جو اسلام نے آج سے 1400 سال پہلے دیے تھے۔

اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام اور حقوق:

عزت و تکریم کا اعلیٰ مقام و مرتبہ: بطور ماں

اسلام نے عورت کو بطور ماں جو مقام دیا ہے وہ دنیا کے کسی بھی مذہب میں نظر نہیں آتا۔ قرآن ماں کی مشقت، حمل اور دودھ پلانے کے مراحل کو خاص طور پر بیان کر کے اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے ماں کے حقوق کو باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ اہم قرار دیا۔ ماں کے احترام کو خاندان کی بنیاد اور مضبوطی کا اصل ذریعہ قرار دیا۔ ماں پر زبان یا عمل سے اذیت پہنچانا گناہ کبیرہ قرار دیا گیا۔ جبکہ اس کی خدمت کرنے کو جنت کا راستہ قرار دیا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "ماں کے قدموں تلے جنت ہے"۔

سورۃ لقمان (آیت ۱۵)

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

"اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی"۔

بطور بیٹی عورت کی عزت و تعظیم اور حقوق:

اسلام نے بیٹی کو رحمت قرار دیا ہے اس کی پرورش کو عبادت بنا دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں کو زندہ دفن کر دینا معمول تھا۔ مگر قرآن نے

اسے سنگین جرم قرار دے کر اس سلطانی رواج کا خاتمہ کیا بلکہ بیٹی کی تربیت، اس کی کفالت اور محبت کو جنت کا ذریعہ بتایا۔ آج بھی بیٹیوں کے حقوق پر بحث ہوتی ہے۔ مگر اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے اس کو تحفظ، تعلیم، شادی کا حق اور وراثت کے حقوق دے کر محض دنیا کی صدیوں پرانی ہے۔ بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔

سورۃ التکویر (آیت 8-9)

"اور جب زندہ گاڑی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کی گئی۔"

- **عورت کا حقِ وراثت :-**

وراثت کا حق عورت کو اسلام نے اس دور میں دیا جب دنیا میں عورت کو جائیداد کا مالک سمجھا ہی نہیں جاتا تھا۔ قرآن نے واضح طور پر عورت کی وراثت کے حصے متعین کیے۔ خواہ وہ بیوی، بیٹی، بہن ہو یا ماں۔ اسلام نے وراثت کی تقسیم کو لازمی قرار دیتے ہوئے حکم کیا کہ عورت کا حق دیا جائے۔ یہ اصول نہ صرف عورت کی معاشی خودمختاری کی بنیاد ہے بلکہ خاندان میں اعتدال کو بھی یقینی بناتا ہے۔ اسلامی نظام وراثت میں

سائنسی اور سماجی انصاف پر مبنی ہے۔ جو آج کے دور کے جدید مالیاتی نظام سے بھی زیادہ منصفانہ اصول رکھتا ہے۔

"اللہ نے ہر وارث کے لیے اس کا حصہ مقرر کیا ہے۔" (حدیث)

"مردوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے بھی اس میں حصہ ہے" **(سورۃ النساء۔ آیت 7)**

• عورت کا حقِ تعلیم :-

اسلام نے عورت کے لیے تعلیم کو ناگزیر قرار دیا پہلی وحی "اقرأ" کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لیے تھا۔ نبی کے دور میں خواتین مسجد نبوی میں درس لیا کرتی تھیں حتیٰ کہ خصوصی دن بھی مقرر کیے گئے۔ اسلامی تاریخ میں ام درداء، شفاء بنت عبداللہ، ام المومنین عائشہؓ جیسی خواتین عظیم معلمہ اور فقیہ تھیں جن سے بڑے بڑے صحابہ علم حاصل کرتے تھے۔ تعلیم کو عورت کی اخلاقی، معاشرتی اور معاشی ترقی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اور جہالت کو ظلم اور زائل ہونے والی لاعلمی قرار دیا گیا ہے۔

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون

"کہہ دو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں"۔ (سورۃ الزمر۔ آیت 9)

• عورت کے معاشی حقوق :-

اسلام نے عورت کو کمانے، تجارت کرنے، جائیداد رکھنے اور اپنے مال کی مالک بننے کا حق دیا ہے۔ اس کے مال میں شوہر، والد یا بھائی کو کوئی اختیار نہیں۔ اگر عورت کاروبار کرتی ہے یا ملازمت کرتی ہے تو اس کی آمدنی صرف اس کی ملکیت ہے۔ اسلام نے عورت پر معاشی بوجھ بھی نہیں رکھا۔ نان و نفقہ شوہر یا باپ کی ذمہ داری ہے۔ یہ ایسا اخلاقی معاشی ماڈل ہے جس میں عورت کو تحفظ بھی ہے اور معاشی خودمختاری بھی۔ قرآن نے مرد کو منع کیا کہ عورت کے مال پر ہاتھ ڈالے یا اسے زبردستی اپنی مرضی پر چلائے۔

حدیث میں آتا ہے:

"عورت کو اس کے مال پر پورا حق حاصل ہے"۔

• عورت کی سماجی و سیاسی شرکت :-

اسلام نے عورت کو معاشرتی، سماجی اور سیاسی معاملات میں بھرپور شرکت کا حق دیا۔ عورت مشاورت، بیعت، تعلیم، طب، تجارت، دعوت

اصلاحِ معاشرہ اور فلاحی کاموں میں شریک رہیں
ام المومنین عائشہؓ، حفصہؓ، سیاست، جنگی حکمت
علمی اور تعلیم میں اعلیٰ مقام رکھتی تھیں۔ شفاء
بنت عبداللہ کو فاروق اعظم حضرت عمرؓ نے بازار
کی نگران مقرر کیا۔ اس سے واضح ہے کہ اسلام نے عورت
کو معاشرتی، سیاسی اور دینی ذمہ داریوں میں اہم کردار
دیا۔

حدیث مبارکہ ہے۔
"نبی ﷺ کے پاس خواتین وفود کر بیعت کرتی تھیں"

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
(سورۃ التوبہ - آیت 71)

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار
اور حامی ہیں"

• عورت کی عزت، حیا اور حفاظت کا حق:-

اسلام عورت کی عزت کو بنیادی انسانی حق قرار
دیتا ہے۔ پردہ عورت پر پابندی نہیں بلکہ تحفظ،
وقار اور عزت کی ضمانت ہے۔ قرآن نے عورت
کو معاشرے میں محفوظ ماحول دینے کے لیے اخلاقی
ضابطے مقرر کیے تاکہ اسے ہراسگی، ظلم اور
استحصال سے بچایا جاسکے۔ عورت کی عزت پر حملہ
(زنا بالجبر، توہین، بہتان) کو سنگین ترین

جرائم قرار دیا گیا۔ اسلام عورت کی شخصیت کو پاکیزگی، حیا، خودداری اور عزت کے اصولوں پر کھڑا کرتا ہے

نبی پاک ﷺ نے فرمایا

"حیا ایمان کا حصہ ہے۔"

سورۃ النور : آیت نمبر 31

"مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں"۔

حاصل کلام:-

اسلام عورت کو مکمل انسانی وقار، روحانی عظمت، معاشی حق، نکاح میں رضامندی، وراثت تعلیم اور امن و تحفظ دیتا ہے۔ قرآن و سنت کا پیغام واضح ہے کہ عورت معاشرے کا نصف نہیں بلکہ پورا معاشرہ ہے کیونکہ وہ نسلوں کی معلمہ اور تہذیب کی معمار ہے۔ جدید دنیا جسے آج حقوق نسواں کہتی ہے، اسلام نے وہ سب اصول 14 صدی پہلے دیے۔ اسلام کا نظام عورت کی عزت، آزادی اور ذمہ داریوں کو توازن کے ساتھ بیان کرتا ہے اور ایک مثالی معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔